جاسوسی کا شرعی حکم اور اس کے قیود

مؤلف

مفتی عبید الرحمان صاحب

رئیس دار الافتاء والارشاد، مردان

مکتبہ دار التقوی، مردان

جاسوسی کا شرعی حکم اور اس کے قیود

اہمیت و تعارف

اجتماعی زندگی میں دین کی حکمرانی نہ ہونے کے بیسیوں نتائج بد میں سے ایک یہ بھی ہے کہ متعدد گناہ معاشرے کے دل و دماغ میں ایسے رچ بس گئے ہیں کہ اب ان کے گناہ ہونے کا احساس ہی ختم ہو چکا ہے، بے تکلفی کے ساتھ کھل عام ان کا ارتکاب کیا جاتا ہے، کوئی دردِ دل رکھنے والا اس کو گناہ قرار دینے کی جسارت بھی کرے تو عجیب محسوس ہوتا ہے۔ ایسے گناہوں میں سے ایک بڑا گناہ "تجسّس" کرنا بھی ہے جس کے عام ہونے کا یہ حال ہے کہ دینی حلقے اور مذہبی طبقے بھی اس سے محفوظ نہ رہ سکیں، بلکہ دینی اداروں میں بعض اوقات دینی جذبات کے ساتھ بھی اس کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ درج ذیل سطور اسی کے متعلق تحریر کئے جارہے ہیں۔

تجسّس کا حکم

یہاں تجسس سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص دوسرے مسلمان کی ٹوہ (جستجو) میں لگ جائے، اس کی ایسی خفیہ باتیں معلوم کرے جن کا معلوم کرنا ناگوار ہو۔ اس طرح تجسس کرنا شرعاً ناجائز، گناہ اور مذموم ہے، قرآن وحدیث میں اس کی ممانعت فرمائی گئی ہے، چنانچہ ارشاد خداوندی ہے:

{يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَلَا تَجَسَّسُوا} [الحجرات: ۱۲]

ترجمہ: "اے ایمان والو بہت سی بدگمانیوں سے بچتے رہو کیونکہ بعض گمان تو گناہ ہیں اور ٹٹول بھی نہ کیا کرو"۔

" صحیح بخاری" میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ، فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الحَدِيثِ، وَلاَ تَحَسَّسُوا، وَلاَ تَجَسَّسُوا، وَلاَ تَحَاسَدُوا، وَلاَ تَدَابَرُوا، وَلاَ تَبَاغَضُوا، وَكُونُوا عِبَادَ اللَّهِ إِخْوَانًا»[٨]

ترجمہ: "بدگمانی سے بچو، کیونکہ بدگمانی کی باتیں جھوٹی ہوتی ہیں، لوگوں کے عیوب تلاش کرنے کے پیچھے نہ پڑو، آپس میں حسد نہ رکھو، کسی کے پیٹھ پیچھے باتیں مت کرو، آپس میں بغض نہ رکھو اور آپس میں بھائی بن کر رہو"۔

" صحیح بخاری" میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنِ اسْتَمَعَ إِلَى حَدِيثِ قَوْمٍ، وَهُمْ لَهُ كَارِهُونَ، أَوْ يَفِرُّونَ مِنْهُ، صُبَّ فِي أُذُنِهِ الآنُكُ يَوْمَ القِيَامَةِ »[٨]

ترجمہ: "جو شخص دوسرے لوگوں کی بات سننے کے لیے کان لگائے جو اسے پسند نہیں کرتے اور اس سے بھاگتے ہیں تو ایسے شخص کے کان میں قیامت کے دن سیسہ پگھلا کر ڈالا جائے گا"۔

---

[٨] كِتَابُ الأَدَبِ، بَابُ مَا يُنْهَى عَنِ التَّحَاسُدِ وَالتَّدَابُرِ، ج:٨،ص:١٩.
[٨] كِتَابُ التَّعْبِيرِ، بَابُ مَنْ كَذَبَ فِي حُلُمِهِ، ج:٩،ص:٤٢.

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا:

((مَنِ اطَّلَعَ فِي كِتَابِ أَخِيهِ بِغَيْرِ أَمْرِهِ فَكَأَنَّمَا اطَّلَعَ فِي النَّارِ)).[٨]

ترجمہ: "جو کسی بھائی کا خط اس کی اجازت کے بغیر دیکھے گویا اس نے جہنم کا نظارہ کیا"۔

تجسس کے تحت یہ صورت بھی داخل ہو جاتی ہے کہ گلی کوچے میں گزرتے ہوئے گھروں کو جھانکا جائے، احادیث مبارکہ میں کی سخت مذمت فرمائی گئی ہے، "صحیح بخاری" میں حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ: أَنَّ رَجُلًا اطَّلَعَ مِنْ جُحْرٍ فِي دَارِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحُكُّ رَأْسَهُ بِالْمِدْرَىٰ فَقَالَ: «لَوْ عَلِمْتُ أَنَّكَ تَنْظُرُ، لَطَعَنْتُ بِهَا فِي عَيْنِكَ، إِنَّمَا جُعِلَ الإِذْنُ مِنْ قِبَلِ الأَبْصَارِ»[٨]

ترجمہ: "حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے آپ کے حجرے میں کسی سوراخ سے دیکھا جب کہ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ایک کنگھی سے سر کھجا رہے تھے تو آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ان سے فرمایا: اگر مجھے آپ کا اس طرح دیکھنا معلوم ہوتا تو میں یہ کنگھا تمہاری آنکھوں میں چبھو دیتا اندر داخل ہونے کے لیے اجازت تو ہے اس لیے کہ اندر کی کوئی ذاتی چیز پر نظر نہ پڑے"۔

---

[٨] الفتح الكبير في ضم الزيادة إلى الجامع الصغير ،حرف الْمِيم،ج:٣،ص:١٥٥.

[٨] كِتَابُ اللِّبَاسِ، بَابُ الِامْتِشَاطِ،ج:٧،ص١٦٤.

"صحیح مسلم" میں حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اس حوالہ سے ایک دوسرا واقعہ نقل فرمایا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، «أَنَّ رَجُلًا اطَّلَعَ مِنْ بَعْضِ حُجَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَامَ إِلَيْهِ بِمِشْقَصٍ أَوْ مَشَاقِصَ، فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْتِلُهُ لِيَطْعُنَهُ»[۸]

ترجمہ: "حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: ایک شخص نے آپ کے حجرے میں کسی سوراخ سے دیکھا تو آپ ﷺ ایک تیر یا کئی تیر لے کر اٹھے گویا کہ آپ ﷺ اس کے آنکھوں میں وہ تیر چبھونے کا جائزہ لے رہے تھے"۔

"صحیح مسلم" ہی میں حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«مَنِ اطَّلَعَ فِي بَيْتِ قَوْمٍ بِغَيْرِ إِذْنِهِمْ، فَقَدْ حَلَّ لَهُمْ أَنْ يَفْقَئُوا عَيْنَهُ»[۸]

ترجمہ: "جو شخص کسی کے گھر میں اجازت کے بغیر جھانکا تو ان کے لیے اس کی آنکھ ضائع کرنا جائز ہے"۔

پہلی آیت اور حدیث میں "تجسس" کرنے سے واضح طور پر منع فرمایا گیا ہے جو اس کے ناجائز اور ممنوع ہونے کی صریح دلیل ہے، مذکورہ دونوں روایتوں میں تجسس کی خاص صورتوں کے متعلق عذاب کی سخت وعید ارشاد فرمائی گئی ہے، جبکہ

---

[۸] كتاب الآداب، باب تحريم النظر في بيت غيره، ج:۳، ص:۱۶۹۹.

[۸] كتاب الآداب، باب تحريم النظر في بيت غيره، ج:۳، ص:۱۶۹۹.

یہ ضابطہ ہے کہ جس گناہ کے بارے میں عذاب کی وعید وارد ہو، وہ کبیرہ گناہ قرار پاتا ہے، اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ تجسس اور جاسوسی کرنا گناہ کبیرہ ہے۔

جاسوسی میں گناہ کے عناصر

گزشتہ سطور میں جو نصوص ذکر کی گئیں ہیں، ان سے واضح طور پر ثابت ہو جاتا ہے کہ تجسس کرنا ناجائز اور سخت گناہ ہے، اس میں ناجائز ہونے کے متعدد عناصر ہیں، اہم اسباب وعناصر درج ذیل ہیں:

۱: اذیت رسانی، تجسس کرنا کسی کو خواہ مخواہ اذیت پہنچانا ہے۔

۲: بہت مرتبہ اس میں مسلمان کی ہتک عزت تک نوبت جا پہنچتی ہے۔

۳: اکثر اس کے ساتھ مزید کوئی ایک یا متعدد بدنیتی بھی شامل ہو جاتی ہیں، چنانچہ چغل خوری کرنے کے لئے، بدنام کرنے کے لئے یا اس کو کسی طرح نقصان پہنچانے کے لئے ان کی خفیہ باتیں معلوم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

جاسوسی کے گنجائش کا پہلو

جاسوسی کرنے میں اصل تو یہی ہے کہ ناجائز اور گناہ ہے، لیکن یہ حکم تمام صورتوں کو عام نہیں ہے اور جاسوسی کی ہر صورت حرام نہیں ہے بلکہ بعض صورتوں میں اس کی گنجائش بھی ہے، بلکہ متعدد روایات کے مطابق خود حضور نبی کریم ﷺ نے بھی اس کا انتظام واہتمام فرمایا تھا،

چنانچہ امام بخاری رحمہ اللہ اپنی سند کے ساتھ تحریر فرماتے ہیں:

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ يَأْتِينِي بِخَبَرِ القَوْمِ يَوْمَ الأَحْزَابِ؟» قَالَ الزُّبَيْرُ: أَنَا، ثُمَّ قَالَ: «مَنْ

يَأْتِينِي بِخَبَرِ القَوْمِ؟»، قَالَ الزُّبَيْرُ: أَنَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيًّا وَحَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ»[٨]

ترجمہ:"حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے جنگ احزاب کی دن اعلان فرمایا کہ کون دشمن کے لشکر کی خبر میرے پاس لاسکتا ہے ؟آپ ﷺ نے تین مرتبہ اس طرح ارشاد فرمایا اور ہر مرتبہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے کہ میں ایسا کروں گا،اس پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہر نبی کے خاص ساتھی ہوتے ہیں اور میرا خاص ساتھی حضرت زبیر رضی اللہ عنہ ہے"۔

اسی طرح" صحیح مسلم "میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کاذکر کردہ قصہ ہے جس میں آپ ﷺ نے ان کو غزوہ احزاب کے موقع پر ایک رات مشرکین کے لشکر کے حالات خفیہ طور پر معلوم کرنے کے لئے بھیجا تھا۔[٨]

جوازوالی صورتیں

رہاں یہ سوال کہ جاسوسی کرنے کی کونسی صورت جائز ہے اور کونسی نہیں؟تو اس سلسلہ میں ضابطہ کی بات یہ ہے کہ اصلاً تو جاسوسی کرنا ناجائز ہے ،لہٰذا کوئی "مبرّر"نہ ہو تو اس کو ناجائز ہی کہا جائے گا، "مبرّر"کیا ہے؟ ذیل میں اس کو ذکر کرنے کی کوشش کی جاتی ہے:

---

[٨] كِتَابُ الجِهَادِ وَالسِّيَرِ، بَابُ فَضْلِ الطَّلِيعَةِ،ج:٤،ص:٢٧.

[٨] صحيح مسلم،كتاب الجهاد والسير،بَابُ غَزْوَةِ الْأَحْزَابِ، رقم الحديث:١٧٨٨.

:کافر طاقت سے فی الحال خطرہ ہو یا مستقبل میں اندیشہ ہو تو اس کی جاسوسی کرنا۔ چنانچہ غزوہ احزاب کے موقع پر آپ ﷺ نے کفار کے حالات معلوم کرنے کے لئے جاسوس بھیجنے کا اہتمام فرمایا تھا۔

:کسی مسلمان ملک / قوم / جماعت کے بارے میں اندیشہ ہو کہ وہ فی الحال یا مستقبل میں نقصان پہنچائے گا اور جاسوسی کرنے کی صورت میں ان خطرات سے بچنے بچانے کا گمان ہو تو اس صورت میں بھی جاسوسی کرنے کی گنجائش ہے۔

حضرت ملا علی قاری صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وهذا الوعيد وإنما هو حق من يستمع لأجل النميمة، وما يترتب عليه من الفتنة بخلاف من استمع حديث قوم، ليمنعهم عن الفساد، أو ليمتنع من شرورهم.[۸]

ترجمہ:"یہ وعید اس شخص کے لیے ہے جو چغلی کے لیے بات سننے کے لیے کان لگائے یا اس طرح کان لگا کر سننے سے جو مصیبتیں کھڑی کی جاتی ہے۔لہذا اگر کسی قوم کی جاسوسی انہیں فساد سے منع کرنے کے لیے یا خود ان کے شر سے محفوظ رہنے کی نیت سے کی جائے تو شرعا اس کی گنجائش ہے"۔

یہ حکم صرف حکومت / ملک یا جماعت کا نہیں ہے بلکہ افراد کا بھی یہی حکم ہے، تاہم دو باتیں پیش نظر رہنی ضروری ہیں:

ا:جاسوسی اصلاً جائز نہیں ہے ، گنجائش کی یہ صورتیں استثنائی حیثیت رکھتی ہیں،اس لئے کسی واقعی خطرہ کے بغیر اس سے احتراز ہی کرنا ضروری ہے۔

---

[۸] كِتَابُ اللِّبَاسِ، بَابُ التَّصَاوِيرِ، ج:۷،ص:۲۸۵٤.

۲: جو چیز استثنائی طور پر ضرورت کی وجہ سے مباح ہوتی ہے، اس میں بقدر ضرورت ہی گنجائش ہوتی ہے، لہٰذا درج بالا صورتوں میں جہاں جاسوسی کرنے کی اجازت ہے، وہاں متعلقہ ضروری امور کی جاسوسی پر اکتفاء کر لینا چاہئے، ذاتی نوعیت کے امور میں جہاں ضرورت نہیں ہوتی، ان کی جاسوسی کرنا درست نہیں ہے۔

تجسس کی رائج صورتیں

تجسس کا حاصل یہ ہوتا ہے کہ کسی کی خفیہ باتیں / معاملات / امور معلوم کرنے کی کوشش کی جائے، اس کی مختلف صورتیں رائج ہیں جن میں سے چند اہم درج ذیل ہیں:

۱: کان لگانا، ایک شخص کوئی ایسی بات کرنا چاہ رہا ہے جس پر زید کو مطلع کرنا نہیں چاہ رہا، لیکن زید خفیہ طور پر کان لگا کر سننے کی کوشش کرے۔

۲: جھانکنا۔ کوئی شخص اپنی حالت یا کسی خاص چیز کو چھپا کر رکھنا چاہتا ہے اور دوسرا شخص خفیہ طریقے سے یا زبردستی سے اس کو جھانکنا شروع کرے۔ اس کے تحت یہ صورت بھی داخل ہو جاتی ہے کہ گلی کوچے میں گزرتے ہوئے گھروں کو جھانکا جائے، احادیث مبارکہ میں کی سخت مذمت فرمائی گئی ہے جیسا کہ مضمون کے شروع میں مذکور ہے۔

۳: خفیہ کیمروں وغیرہ آلات کے ذریعے کسی کی پوشیدہ معاملات معلوم کرنے کی کوشش کرنا۔

۴: کسی کے رشتہ دار، واقف حال اور دوستوں وغیرہ کی وساطت سے زبانی یا تحریری طوپر کسی خفیہ معلومات حاصل کرنے کی کوشش کرنا۔

۵: کسی کی کتاب، خط، کمپیوٹر یا موبائل وغیرہ دیکھنا اور اس سے متعلقہ معلومات حاصل کرنا۔

ناکارہ عبید الرحمن

دار الافتاء والارشاد، مردان

۱۴ ذی القعدۃ ۴۵ھ

بريقة محمودية في شرح طريقة محمدية وشريعة نبوية في سيرة أحمدية (٣/ ١٧٧)

«ومن استمع إلى حديث قوم وهم له كارهون» لا يريدون استماعه جملة وهم له حال أو صفة قوم والواو لتأكيد لصوقها

بالموصوف كما في سبعة وثامنهم كلبهم («صب في أذنيه الآنك»
بفتح الممدودة وضم النون الرصاص أو الخالص منه ولم يجئ
مفرد هذا الوزن غيره «يوم القيامة» لم يكن لفظ يوم القيامة في
الجامع الصغير ...

قال المناوي فيه وعيد شديد وموضوعه فيمن يستمع لمفسدة كنميمة وأما القصد النهي
عن الفساد أو الاحتراز عن شرهم فلا بل يندب أو يجب بحسب المواطن وللوسائل
حكم المقاصد انتهى

صحيح مسلم (٤/ ١٩٨٥)

ولا تحسسوا ولا تجسسوا) قال العلماء التحسس الاستماع لحديث القوم والتجسس
البحث عن العورات وقيل هو التفتيش عن بواطن الأمور وأكثر مايقال في الشر
والجاسوس صاحب سر الشر والناموس صاحب سر الخير

فيض القدير (٦/ ٧١)

(من اطلع في كتاب أخيه) في الدين (بغير إذنه فكأنما اطلع في النار) أي أن
ذلك يقربه منها ويدنيه من الإشراف عليها ليقع فيها فهو حرام شديد التحريم وقيل
معناه فكأنما ينظر إلى مايوجب عليه النار ويحتمل أنه أراد عقوبة البصر لأن الجناية منه كما
يعاقب السمع إذا استمع إلى حديث قوم وهم له كارهون قال ابن الأثير: وهذا الحديث

محمول على الكتاب الذي فيه سر وأمانة يكره صاحبه أن يطلع عليه وقيل عام في كل كتاب

البحر الرائق شرح كنز الدقائق ومنحة الخالق وتكملة الطوري (٥/ ١٣٣)

وبوضع قلنسوة المجوسي على رأسه على الصحيح إلا لضرورة دفع الحر أو البرد وبشد الزنار في وسطه إلا إذا فعل ذلك خديعة في الحرب وطليعة للمسلمين

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب